Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue

Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189

http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

ڈیرہ غازی خان میں اُردو شاعری کی روایت

*اختر عباس
پی ایچ ڈی اسکالر این سی بی اے ملتان
**ڈاکٹر شکیل پتافی
صدر شعبہ اُردو ین سی بی اے ملتان

***Akhtar Abbas**
Ph.D. Scholar NCBA& E Multan

****Dr. Shakeel Patafi**
Chairman Urdu Department NCBA& E Multan

ABSTRACT

Dera Ghazi Khan, a haven of civilization and culture, is also of geographical importance and a strong defensive fort. Its Indus River provides a lush green environment and beautiful scenery, and its Mount Sulaiman is a treasure trove of rare minerals. Ghazi Khan is rich in literary heritage and has a reputation for Urdu poetry and literature since before the establishment of Pakistan. Due to economic crisis, backwardness and lack of electronic media and print facilities, many writers of this region have remained in obscurity and most of their creative works have destroyed, However, Aslam Khan Mulghani, Fikr Tounsvi, and Kaifi Jampuri are prominent. In the present era, this region is of great importance in the creation of poetry and literature. Among those who write poetry in both traditional and modern styles, Rashid Qaisrani, Mohsin Naqvi, Shakeel Pitafi, Rashida Qazi, Shireen Leghari, and Najma Shaheen Khosa are prominent.

Key words: Poetry and literature, civilization and culture, corner of anonymity, Urdu ghazal and poem.

ڈیرہ غازی خان کا علاقہ از منہ قدیم ہی سے ملتان کی سلطنت کا حصہ رہا ہے اور ۱۹۸۱ ءتک ملتان ڈویژن کا ضلع رہا ہے۔۱۹۸۱ءمیں ڈیرہ غازی خان کو ڈویژن کا درجہ دیا گیا۔ ضلع مظفر گڑھ کے علاوہ لیہ اور راجن پور کو ضلع کا درجہ دے کر اس ڈویژن میں شامل کیا گیا۔ ڈیرہ غازی کان کا علاقہ قیامِ پاکستان سے پہلے اُردو شعر و ادب میں اپنی پہچان رکھتا تھا۔ سردار اسلم خان ملغانی ڈیرہ غازی خان کے علاقہ تونسہ شریف کے ایک دور اُفتادہ گاؤں میں پیدا ہوا لیکن ان کی ادبی ،سیاسی اور سماجی خدمات نے انہیں لاہور اور امرتسر کے ادبی، سیاسی اور سماجی حلقوں میں متعارف کرادیا ۔ اللہ نواز خان درانی برصغیر کے فارسی اور اُردو شعرا میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ فکر تونسوی ،کیفی جام پوری ،علامہ عبدالرشید طالوت اور شفقت کاظمی قیام پاکستان سے قبل برصغیر کے ادبی حلقوں میں متعارف ہو چکے تھے۔

قیام پاکستان کے ساتھ ہی فکر تونسوی، سرور تونسوی، کوکورام اور دیگر ہندو شعراءہندوستان چلے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی مہاجر شعراءکی کثرت ڈیرہ غازی خان میں ہجرت کر کے آبسی۔ ان میں آغا شیر احمد، خاموش اور آغا اعجاز اکرم شامل ہیں۔اسی طرح مظفر گڑھ اور لیہ میں عبداللہ نیاز، کشفی ملتانی، حکیم چراغ علی آزاد اور دوسرے شعراءقیام پاکستان سے قبل ہی برصغیر کے اہم مراکز میں اپنی پہچان بنا چکے تھے۔قیام پاکستان کے بعد جو شعراءہندوستان کے مختلف علاقوں سے مظفر گڑھ اور لیہ ہجرت کرکے آئے اور یہاں علمی و ادبی سرگرمیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان میں پروانہ بجنوری، فرمان پٹیالوی، شارق انبالوی،

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

نواب جلال ،مرزا خانی اور دیگر شعراءشامل ہیں۔

سیدسر مدترمذی:

اصل نام منظور حسین اور سرمد تخلص تھا۔ ۱۸۹۷ءمیں انبالہ میں پیدا ہوئے، کچھ عرصہ ریلوے اور محکمہ تعلیم میں ملازمت کی۔ پھر ابنالہ میونسپلٹی میں اکاؤنٹنٹ مقرر ہوئے۔پاکستان بننے کے بعد کچھ عرصہخان گڑھ میں سیکرٹری بلدیہ رہے پھر مظفر گڑھ میں تبادلہ ہوگیاسرمدترمذی کشفی ملتانی کے دوستوں میں سے تھے۔ انہوننے غزل اور نظم دونوں اصناف کو وسیلہ ظہار بنایا۔ انہیں علم عروض پر مہارت حاصل کرچکی تھی۔ اُن کی شاعری میں کلاسیکی رنگِ سخن نمایاں ہے۔ جعفر بلوچ لکھتے ہیں:

”جناب سرمد کے اندازِ تغزل پر اس قدیم اسلوب غزل نگاری کی چھاپ بڑی گہری ہے جس کے طرہ ہائے امتیاز رعائیت لفظی اور ابہام گوئی تھے“۔[۱]

مقدر آزمائی سے پریشانی نہیں جاتی
جو پیشانی پہ لکھی ہے وہ پیش آنی نہیں جاتی[۲]

نواب جلال میرزاخانی:

نام عبید السلام خان اور ادبی نام جلال میرزاخانی تھا۔وہ ۱۹۰۴ءمیں ملیر کوٹلہ(بھارت) میں پیدا ہوئے۔ وہ ملیر کوٹلہ کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔گورنمنٹ کالج لاہور میں چار سال تک پڑھتے رہے۔ وہ مائیکروفون اسٹیشن ڈائریکٹر رہے۔ ان کی تاریر آل انڈیا ریڈیوں اور ریڈیو پاکستان سے ایک عرصہ تک نشر ہوتی رہیں اور متعدد رسائیل اور جرائد کے مدیر بھی رہے۔انہوں نے قیام پاکستان کے بعد مظفر گڑھ میں سکونت اختیار کی اور۱۹۷۲ءمیں مظفر گڑھ میں وفات پائی۔

نواب جلال میر زا خانی نے غزل ،نظم اور ودہے لکھے ہیں لیکن ان کا اصل میدان غزل ہے۔ ان کی شاعری میں روایتی رنگ غالب ہے۔

لمحے صدیاں بن جاتے ہیں، پل میں سال گزرتے ہیں
کل کے بچھڑے آج ملے ہو جیسے برسوں بیت گئے[۳]

ندیم جعفری:

ندیم جعفری کا نام فیض محمد تھا۔ وہ ۱۹۴۱ءمیں ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ غازی خان سے کیا۔ پھر محکمہ امداد باہمی میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۷۲ءمیں ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور ۱۹۸۴ءمیں وفات پائی۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجر شعراءاور مقامی شعراءکے ملاپ سے ڈیرہ غازی خان کی ادبی فضامیں بہت گرمی پیدا ہوئی۔اس دور کے شعراءمیں شفقت کاظمی، عامل متھراوی،آغا اعجاز اکرم اور ندیم جعفری بہت نمایاں ہیں۔

ندیم جعفری غزل کے شاعر ہیں کلاسیکی رنگِ سخن ان کی شاعری کا امتیاز ہے۔ زبان کی سادگی، سلامت اور جذبے کی سچائی ان کی شاعری میں موجود ہیں ۔

بات کو ہم نے حجابات کی حد تک رکھا
خود بخود پھیل گئی بات فسانے کی طرح
بارہا میرے مقدر میں جھلک جاتے ہیں
کئی پہلو تیرے رنگین بہانے کی طرح[۴]

شارق ابنالوی:

نام عبدالحمید تھا اور شارق تخلص کرتے تھے۔ ۱۹۱۶ءمیں ساڈھوراضلع ابنالہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مسلم ہائی سکول ساڈھورا سے حاصل کی۔ ۱۹۴۳ءمیں ادیب فاضل کیا۔ قیام پاکستان کے بعد کروڑ لعدل عیسن ضلع لیہ میں سکونت اختیار کی شکیب جلالی کے قریبی دوستوں میں تھے۔ان کی وفات ۱۹۸۶ءمیں کروڑ لعل عیسن میں ہوئی۔شارق بنیادی طور پر غزل

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

کے شاعرے تھے انہوں نے روایتی انداز سخن اپنایا۔

مخزنِ حسن مرا دیدہ تر ہو جیسے
یوں ضیابار ہے ہر اشک گہر ہو جیسے
جلوہ آرا ہے کوئی خانہ دل میں شارق
آنکھ کی پتلی میں تنویرِ نظر ہو جیسے[۵]

فرمان پٹیالوی:

حکیم غلام جیلانی فرمان پٹیالوی نے قیام پاکستان کے بعد لیہ میں سکونت اختیار کی۔ لیہ کے استاد اور بزرگ شعراءمیں ان کا شمار ہوتا ہے۔ لیہ کے متعدد شعراءنے ان سے کسب فیض کیا جن میں نسیم لیہ اور غافل کرنالی شامل ہیں۔۴۲ جون،۱۹۷۰ءکو وفات پائی۔فرمان پٹیالوی غالباور ذوق کے مداح تھے اور اُسی رنگ میں شاعری کرتے تھے۔

سکندر کاٹتا ہے لب، لبِ جاں بخش کے تل پر
یہ ہندو خوب پہنچا چشمہ حیواں کے ساحل پر
یہ فیض بادہ نوشی ہے کہ ہر قطرہ میرے خوں کا
بنا انگور کا دانہ،زبانِ تیغِ قاتل پر[۶]

نواب زادہ نصراللہ خان ناصر

نواب زادہ نصراللہ خان ۱۹۱۸ءمیں خان گڑھ میں پیدا ہوئے۔۱۹۳۳ءمیں گورنمنٹ ہائی سکول خان گڑھ سے میٹرک کیا۔ راجہ عبداللہ نیاز کے شاگرد تھے۔ ان دنوں راجہ عبداللہ نیاز خان گڑھ میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ ایمرسن کالج ملتان سے ۱۹۳۵ء میں ایف۔اے کیا۔عبدالطیف تپشاور ن م۔راشد آپ کے کے اساتذہ تھے۔ اوائل عمری میں مجلس احرار میں شامل ہوگئے۔ پھر حسین شہید سہروردی کی پارٹی عوامی لیگ کے مغربی پاکستان کے صدر بن گئے۔ نوابزادہ نصراللہ خان سیاست کے مرد میدان تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شعرو ادب میں بھی ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ سیاسی تقاریرادبی چاشنی کیشامل ہا کرتی تھیں۔غالب ،انیس،فانی،جگر اور جوش ان کے پسندیدہ شاعر تھے۔ ان کی استاد شعراءکے ساتھ ادبی نشستیں بھی ہوتی تھیں ۔ اس حوالے سےاشفاق عباسی لکھتے ہیں:

”جگر،جوش،اختر شیرانی،خضر ڈاکٹر تاثیر،پطرس بخاری،احسان دانش اور متعدد دیگر حضرات کے ساتھ ان کی نشستیں رہیں۔خانگڑھ میں بھی شعری نشستیں ہوتی تھیں“۔[۷]

ان کے کلام میں روایتی مضامین ملتے ہیں۔طرز دااور اندازِ سخن روایتی ہے۔ غزلوں میں سیاسی انداز موجود ہے لیکن اس میں بھی وہ غزل کے وایتی رنگ و آہنگ کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔

خمارِ تشنگی بادہ کشوں میں عام ہے ساقی
باندازِ دگر یہ بھی تیرا انعام ہے ساقی
بھڑک اٹھی چمن میں آتشِ گل دیکھیے کیا ہو
قفس ہو یا نشیمن ہر جگہ کہرام ہے ساقی[۸]

اُستاد فیض تونسوی:

استاد فیض تونسوی ۱۹۱۹ءمیں تونسہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی محمد یار خان ایک عالم دین تھے جو مولانا محمد حسین آزاد کے شاگرد تھے۔استاد فیض تونسوی کی تعلیم واجبی تھی ان کا مجموعہ کلام ”تجلیات“ اور ”لوحِ جہاں“منظر عام پہ آچکے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۸۴ءمیں وفات پائی۔انہوں نے ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ان کو زبان و بیان پر عبور حاصل تھا۔ وہ کلاسیکی رنگ سخن کے مالک تھے۔ ان کی شاعری چھوٹی بحروں میں ہے۔ ان کا تخلیقی معیار اور اسلوب بیان منفرد ہے ۔ ان کے ہاں عشق و عاشقی کے روایتی مضامین موجود ہیں۔

خانہ وحشت میں آجایا کریں
اپنا گھر ہے یوں نہ گھبرایاکریں
یوں اگر آنے پہ ہوں پابندیاں
گاہے گاہے خواب میں آیا کریں[۹]

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

پروانہ بجنوری:

نام سید مختار حسین اور تخلص پروانہ، مراد آباد میں ۱۹۰۲ءمیں پیدا ہوئے لیکن وطن مالوف بجنور تھا۔ اس لیے پروانہ بجنوری کہلاتے تھے۔ آغا شاعر قزلباش دہلوی کے شاگرد تھے۔ ہجرت کے بعد کچھ عرصہ ملتان میں رہے لیکن بعد ازاں مستقل طور پر مظفر گڑھ کے قصبہ گورمانی میں سکونت اختیار کرلی۔۱۹۶۷ءمیں انتقال ہوا۔

پروانہ بجنوری میں غزل کے شاعرے تھے۔کلاسیکی رنگ سخن ان کا طرہ امتیاز تھا۔ ان کی غزلوں میں روایت کی چاشنی موجود ہے۔ ان کی شاعری کا رنگ و آہنگ دبستان دہلی کی یاد تازہ کردیتا ہے۔

تیرے دیوانے کی یوں عمر بسر ہوتی ہے
جیسے اک شمع سرِ راہگزر ہوتی ہے
وقت احساس کے پردے میں سمٹ آتا ہے
شام پروانہ کی نظروں میں سحر ہوتی ہے[۱۰]

کیف انصاری:

اصل نام خیر محمد اور کیف انصاری تخلص تھا۔۱۹۰۲ءمیں ڈیرہ غازیخان میں پیدا ہوئے۔ ساری زندگی صحافت سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۶ءمیں شاعری کا آغاز کیا۔ پہلے پہل سرائیکی میں شاعری کرتے تھے لیکن بعد ازاں صرف اردو کو ہی ذریعہ اظہار بنایا۔انہوں نے مزاحیہ شاعری بھی کی جو پاکستان کے متعدد جرائد میں چھتی رہی ہے۔ ان کے دو شعری مجموعے ”زنجیروں کا نوحہ“اور ”کس نے دیکھا میرا چہرہ“چھپ چکے ہیں۔۲۶ اگست ۲۰۰۹ءکو ڈیرہ غازیخان میں وفات پائی۔

کیف انصاری نے اگرچہ نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں میں روایت اور جدت کا امتزاج موجود ہے۔ کیف انصاری نے غزل میں نئے نئے موضوعات شامل کیے ہیں۔ ان کا لہجہ جداگانہ اور طرزِ ادامنفرد ہے۔

بے سبب یہ گردشوں کی خوش خرامی تو نہیں
خود کہیں مرا مقدر ان کا حامی تو نہیں
چھو لیے دھرتی کے پاؤں کس لیے بارش نے کیف
عاجزی کے روپ میں خوئے غلامی تو نہیں[۱۱]

ارمان عثمانی:

عبدالرشید نام اور ارمانعثمانی تخلص تھا۔ ارمان عثمانی یو۔ پی کے قصبہ خورجہ ضلع بلند شہر میں پیدا ہوئے۔ تقسیم کے بعد بہاول پور آگئے۔علامہ عیش فیروز پوری کے شاگرد تھے۔ بہاول پور میں روزنامہ ”رہبر“ روزنامہ ”مغربی پاکستان“ ہفت روزہ ”ستلج“،ہفت روزہ”بے باک“ اور ہفت روزہ ”رفیق“ سے منسلک رہے۔ ۱۹۵۷ءمیں لیہ آگئے۔ انہوں نے عمر کا بیش تر حصہ لیہ میں گزارا۔۱۹۸۱ءمیں ارمان صاحب کچھ دنوں کے لیے رحیم یار خان گئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کا مجموعہ کلام”جہانِ غزل“ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ غزل کے نمائندہ شاعر ہیں۔

”ارمان صاحب بہت خوش طبع اور زندہ دل بزرگ تھے۔ گرہستی کا
بکھیڑا پالا ہی نہ تھا اور اپنی اس روش سے ہمیشہ مطمئن ہی رہے۔
ارمان صاحب کو زبان و بیان پر استادانہ قدرت حاصل تھی۔ بہت زود
گو شاعر تھے“۔[۱۲]

قیامِ بہاول پور کے دور ان میں انہوں نے کچھ عرصہ اخبار ”انصاف“ کی دوبارہ بندش کا حکم صادر فرمایا تو ارمان نے یہ قطعہ لکھا:

انصاف یہی ہے کہ زباں اس کی کٹے گی
انصاف کی گر کوئی یہاں بات کہے گا
انصاف کو یہ کہہ کے حکومت نے کیا بند
انصاف ریاست میں رہا ہے نہ رہے گا[۱۳]

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

رفیق خاور جسکانی:

احمد رفیق نام اور خاور تخلص تھا ۱۹۳۰ءمیں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بہاول پور سے حاصل کی۔ اس کے بعد لاہور سے ایم ۔ اے ۔ سیاسیات کیا۔ سکول کے زمانے ہی سے شاعری کا آغاز کیا۔ رائٹرز گلڈ ملتان کے سیکرٹری رہے۔ ریڈیو پاکستان ملتان سے بھی وابستہ رہے۔ ۱۹۷۶ءمیں انتقال ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ان کا مجموعہ کلام "شاخِ زیتون"کے نام سے چھپا ہے۔

رفیق خاور جسکانی بنیادی طور پر نظم کے شاعر ہیں۔ ان کے ہاں جدید لہجہ اور جدید فکر نمایاں ہے۔ ان کی نظموں میں عصری آگہی کے ساتھ منفرد اسلوب جھلکتا ہے۔ انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں جن میں گہرا معاشرتی مشاہدہ اور جدید رجحانات پائے جاتے ہیں۔ اُن کی نظموں میں انسان کی نفسیاتی کیفیات کا اظہار خوبصورت اور دلکش پیرائے میں ہے۔ داخلی کیفیات کے ساتھ ساتھ وہ فرد کے معاشرتی مسائل سے بھی مکمل آگاہی رکھتے ہیں۔

یہی وہ دائرہ ہے جو شعورِ غم کو اپنے چائے کے پیالوں میں ہر شب گھول کر پیتا ہے
اپنے ریزہ ریزہ آئنوں کے عکس آنکھوں میں بسائے گم شدہ شام و سحر کی لاش کاندھوں پر اٹھائے
آؤ! ہم بھی آئینہ خانے میں اپنا عکس دیکھیں اور ہوائے شام سے پوچھیں
کسے آواز دیں کس کو پکاریں؟
شام بھر کی فرصتِ غم کس کی محفل میں گزاریں؟
قرض سانسوں کا اتاریں یا رخِ ہستی نکھاریں؟[۱۴]

نسیم لیہ:

عبدالسمیع نام، نسیم لیہ کے قلمی نام سے مشہور تھے۔وہ۱۹۳۰ءمیں لیہ کے علمی و ادبی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی غلام نبی اور دادا کا نام مولوی محمد صدیق تھا۔ دونوں بزرگ اپنے اپنے دور کے معروف عالم تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم لیہ میں حاصل کی وہ معروف محقق اور نقاد گوپی چندر نارنگ کے کلاس فیلو تھے۔ شاعری کا آغاز ۱۹۴۴ءسے کیا۔ انہوں نے اُردو اور سرائیکی میں شاعری کی۔ ۱۹۹۰ءمیں وفات پائی ان کے اُردو شاعری کے مجموعے "نگہت گل"،"تختِ بلقیس"، "دامنِ یوسف"، "صبح بقائ"،"برگ لرزاں" شائع ہوچکے ہیں ۔ان کا بہت سا کلام ابھی تک اشاعت کا منتظر ہے۔ انہوں نے غزل ،نظم اور مرثیہ میں طبع آزمائی کی ہے لیکن ان کی شعری شناخت غزل گوئی ہے۔ ان کی غزل روایت کی تمام تر خصوصیات کی حامل ہے۔ جعفر بلوچ نے ان کی غزل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"نسیم صاحب کی غزل میں حسن روایت کے رچاؤ کے ساتھ ساتھ ایجاد و اجتہاد کی کرشمہ کاری بھی نظر آتی ہے۔ انہوں نے اپنی غزل کی تکمیل و تزئین میں متعدد فنی وسائل سے بھرپور کام لیا ہے۔ مثلاً انکے ہاں جدت فکر، حسن تراکیب اور جمالِ تلمیح کی دل ربائی دیدنی ہے"۔[۱۵]

انہوں نے غزل کی کلاسیکی رویات کو تمام تر خوبوں اور رعنائیوں کے ساتھ قائم رکھا ہے۔ ان کے موضوعات اور اسالیب میں روایت کا رچاؤ موجود ہے۔ان کے ہاں جلا ل و جمال نمایاں ہے۔

خرمن تو جل گیا ہے پر دیکھنا یہ ہے!
شعلہ ہوا سے دست و گریباں ہوا تو ہے
کالے افق نے خیر سے کروٹ تو لی نسیم
سورج گھٹا سے دست و گریباں ہوا تو ہے[۱۶]

دامن اباسینی:

خادم حسین نام تھا۔۱۹۳۰ءمیں قصبہ نتکانی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ پہلے پہل نجفی تخلص کرتے تھے پھر دامن اباسینی کے قلمی نام سے متعارف ہوگئے۔ابتدائی تعلیم تونسہ میں حاصل کی۔ مڈل کرنے کے بعد بہاول پور میں محکمہ انہار مینبھرتی ہوگئے۔میٹرک کرنے کے بعد کچھ عرصہ بلوچستان میں سکول ٹیچر رہے پھر حیدر آباد سندھ

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

چلے گئے اور وہاں درس و تدریس سے منسلک رہے۔۱۹۸۲ءمیں حیدر آباد میں وفات پائی۔ان کا کلام مختلف اخبارات و رسائل میں چھپتا رہا۔ پہلے پہل مذہبی شاعری کی ۔ ان کے والد ذاکر اہل بیت تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے متاثر ہوکر مرثیے بھی لکھے، لیکن بعد میں غزل کی طرف راغب ہوئے۔وہ زبان و بیان پر قدرت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی غزل میں سماجی تفاوت، مذہبی ریا کاری اور اپنے عہد کے منافقانہ رویوں کو اپنے اشعار کا موضوع بنایا ہے۔

مقسوم شبِ وصل ہمارا نظر آیا
جھپکی تھی پلک صبح کا تارا نظر آیا
کب موت نے انسان کو برباد کیا ہے
ہر شخص یہاں زیست کا مارا نظر آیا[۱۷]

ڈاکٹر خیال امروہوی:

ڈاکٹر سید علی مہدی نقوی نام تھا اور خیال تخلص کرتے تھے۔ ۱۹۳۰ءمیں ضلع بیٹر حیدر آبد دکن (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ان کے والد حاجی سید حسن نقوی امروہہ ضلع مراد آباد (یو۔ پی) کے رہنے والے تھے۔لیکن جوانی میں حیدر آباد آگئے اور وکالت کے پیشے سے منسلک ہوگئے۔ ڈاکٹر خیال امروہوی نے میٹرک ضلع بیٹرسے کیا ۔۱۹۴۹ءمیں ایم ۔ اے۔ فارسی عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن سے کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ کا خاندان حیدر آباد سندھ میں آکر آباد ہوا۔ بعد ازاں آپ کے خاندان نے لاہور میں سکونت اختیار کی۔ قیامِ لاہور کے دوران میں ان کا تعلق ممتاز ترقی پسند ادیبوں اور دانشوروں سے بنا۔ظہیر کاشمیری اور روح العین یزدک جیسے ترقی پسند دانشور اور شاعران کے گہرے دوستے تھے۔ڈاکٹر خیال امروہوی کی شعری تخلیقات اس دور کے مشہور رسائل مثلاً اقدام (لاہور)،قندیل (لاہور) اور"لیل و نہار"میں باقاعدہ شائع ہوتیں تھیں۔

خیال امروہوی ۱۹۶۴ءمیں شکر گڑھ میں فارسی کے لیکچرار تعینات ہوئے۔۱۹۶۹ءمیں وہ ایران چلے گئے اور وہاں انہوں نے ایران کے معروف انقلابی مفکر پر مقالہ بعنوان "عقائدِ مزدک"لکھا اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ایران سے واپسی پر ہو گورنمنٹ کالج علی پور(مظفر گڑھ) میں کچھ عرصہ لیکچراررہے اس کے بعد گورنمنٹ کالج لیہ تبادلہ ہوا اور یہی سے ۱۹۹۰ءمیں ریٹائر ہوئے۔ریٹائرمنٹ کے بعد وہ وفات تک علم و دانش اور شعر وادب سے وابستہ رہے۔ اور ۱۳مئی ۲۰۰۹ءکو لیہ میں وفات پائی۔ شاعری کے مجموعے"مقتلِ جاں"،"گنبدِ بے در"،"لمحوں کی آنچ" اور "عصرِ بے چہرہ"شائع ہو چکے ہیں۔

اس دور میں ایک بات بہت خوب ہوئی ہے
ہر ایک تمنا میری مصلوب ہوئی ہے
دیوار کی ہر اینٹ پہ لکھا ہے میرا نام
تعمیر مگر آپ سے منسوب ہوئی ہے[۱۸]

غافل کرنالی:

محمد یٰسین نام اور غافل تخلص تھا۔۱۹۳۳ءمیں کرنال میں پیدا ہوئے۔قیامِ پاکستان کے بعد لیہ میں سکونت اختیار کی۔ تعلیم واجبی تھی۔ لیہ شوگر ملز میں معمولی تنخواہ پر ملازمت کرتے رہے۔ شعر گوئی کا شوق بچپن ہی سے تھا۔ مشقِ سخن میں فرمان پٹیالوی سے اصلاح لیتے تھے۔ ان کا کلام "زمیندار"، "آفاق"،"نوائے وقت"،اور "امروز" میں باقاعدگی سے چھپتا رہا۔ہفت روزوں میں جہاں نما، قندیل، چٹان ،زندگی اور لیل و نہار میں بھی ان کا کلام مسلسل چھپتا رہا۔غافل کرنالی نے غزل ،پابند نظم میں بھی طبع آزمائی کی ہے لیکن ان کا اصل میدان نعت ہے۔ "قندیلِ حرم"،"جہادِ قلم"اور"غنچہ وگل" کے نام سے مجموعے چھپ چکے ہیں۔غافل کرنالی کی نعتوں میں جذبے کی صداقت اور فن کی پختگی نمایاں ہے۔ نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں:

تیرا سوز بھی تیرا ساز بھی ترا ذکر بھی ترا نام
بھی
مجھے دے رہاہے قدم قدم نئی زندگی کا پیام
بھی
تری یاد حاصلِ زندگی تری یاد مشعل بندگی
تری یاد ہے تو سجود بھی تری یاد ہے تو قیام

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

بھی[۱۹]

اختر جعفری:

اختر جعفری دائرہ دین پناہ ضلع مظفر گڑھ میں ۱۹۳۴ءمیں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے۔ اُردو ،فارسی اور فلسفہ میں کیا۔اُردو اور فارسی کے لیکچرر رہے۔ پھر فوج میں کمیشن ملا۔ وہاں سے کیپٹن کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اختر جعفری نے تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن ان کا مخصوص میدان غزل ہے۔ اختر جعفری کی شاعری کے بارے میں ڈاکٹر طاہر تونسوی لکھتے ہیں:

> ”زندگی اور اس کی حقیقتوں کو اپنی تمام تر رعنائیوں اور المیوں سمیت غزل کا موضوع بناتے ہیں زبان و بیان پر عبور اور فن پر بھرپور گرفت انہیں منفرد شاعر بنادیتی ہے“۔[۲۰]

اختر جعفری کی غزل کے اشعار دیکھیے۔

ہر کلی بے کلی سے لگتی ہے
آگ دل میں دبی سی لگتی ہے
کیا مکمل فریب ہے اختر
دشمنی دوستی سی لگتی ہے[۲۱]

فرخ درانی:

عبدالغفار نام اور فرخ تخلص تھا۔۱۹۳۶ءمیں وہوا تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی کان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا۔وہ گورنمنٹ کالج ملتان میں انگریزی کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۹۶ءمیں ریٹائر ہوئے ۲۰۰۸ءمیں وفات پائی۔

فرخ درانی رائٹر گلڈ (ملتان) سے منسلک رہے اُردو اکیڈمی(ملتان) کے تنقیدی اجلاسوں میں بھی باقاعدگی سے شرکت کرتے رہے۔ انگریزی ادب کے زیر اثر انہوں نے نظم نگاری کو اختیار کیا۔ ان کی نظموں کامجموعہ”نیلے پانیونکینیند“ شائع ہو چکاہے۔ ان کا زندگی کے بارے میں مشاہدہ گہرا ور عمیق ہے۔ وہ فن کو زندگی کا لازمی جزو سمجھتے ہیں ۔ وہ فن میں جمالیاتی اصولوں کی پاسداری کے قائل ہیں ۔ وہ ادب کے بارے میں ایک خاص نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ وہ ادب کومختلف خانوں میں بانٹنے کے قائل نہیں ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ”ادب کا بنیادی مسئلہ مفید یا مضر، نیک یا بد، اخلاقی یا غیر اخلاقی، حقیقی یا غیر حقیقی نہیں بلکہ خوبصورت یا بد صورت کامسئلہ ہے۔ادب کی عدالت میں ایک کوبصورت لیکن مضر معاشرہ فن پارہ ،ایک بد صورت لیکن مفید معاشرہ فن پارے سے بہتر ہے یہ اور بات ہے کہ خوبصورتی اور اچھائی بعض اوقات ایک ہی جگہ جمع ہوجاتی ہےں اور حسن اور خیر ایک ہی چیز کے دو نام ہوجاتے ہیں۔ بہر حال ادب کا بنیادی مطمعح نظر حسن ہے خیر نہیں۔“ [۲۲]

فرخ درانی کی ایک نظم”وقت“کے چند اشعار دیکھیے:

اس حسین رات کو دیکھ
اپنے اس تیز تنفس کے اشاروں کو سمجھ
گرم خوں پر کبھی اوہام کے پہرے بیٹھے؟
بے وفا وقت کی رفتار کو دیکھ
بے وفا وقت کسی کا بھی نہیں[۲۳]

پروفیسر نواز صدیقی:

محمد نواز صدیقی ۱۹۳۷ءمیں دائرہ دین پناہ تحصیل کوٹ ادو میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دائرہ دین پناہ میں حاصل کی۔میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول مظفر گڑھ سے کیا۔ ایف ایس۔ سی۔ ایمرسن کالج ملتان اور سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے سی۔ٹی۔ اور بی ایڈ کرنے کے بعد جامع ہائی سکول ملتان میں کچھ عرصہ ملازمت کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ ادو میں تبادلہ ہوگیا۔اسی دوران میں انہوں نے ایم۔ اے اردواور ایم ایڈ کیا۔ ۱۹۷۳ءمیں گورنمنٹ کالج لیہ میں اُردو کے لیکچرر تعینات ہوئے۔نواز صدیقی غزل کے شاعر ہیں۔ ان کے ہاں سادہ اسلوب اور موضوعات

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

میں جدت نمایاں ہے۔ ترقی پسند نظریات ان کی شاعری کا غالب عنصر ہے۔ نثر میں ان کی تین کتابیں"لیلائے حیات"،"مسلم سوسائٹی کا مخمصہ" اور "دشت امکاں"چھپ چکی ہیں اور شعری مجموعہ"سادگی ہائے تمنا" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔پروفیسر نواز صدیقی نے نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کا مخصوص میدان غزل ہے۔ ان کی غزلیں روایت کی چاشنی لیے ہوئے ہیں لیکن جدید نظریات اور عصری آگہی کے سارے رنگ ان کی غزل میں نمایاں ہیں۔ ان کے ہاں متنوع موضوعات ملتے ہیں اور ان کا شعری اسلوب منفرد اور دلکش ہے۔ان کی ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نگہہ فتنے اٹھائے گی نگہہ کو کون روکے گا
صبا جادو جگائے گی صبا کو کون روکے گا
گلستاں جل اٹھے گا جلوہ گل کی تمازت سے
صبا جب گل کھلائے گی صبا کو کون روکے
گا[۲۴]

شعیب جاذب:

ملازم حسین نام اور شعیب جاذب تخلص ہے۔۱۹۴۰ءمیں لیہ میں پیداہوئے۔ ابتدائی تعلیم لیہ میں حاصل کی۔ محکمہ انہار میں ملازمت کی۔ اب ریٹائرمنٹ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ غزل،نعت،منقبت اور ہائیکو میں طبع آزمائی کی ہے۔"دھوپ کا سائباں"،"پیاسی چھاگل پیاسے لوگ"،"قریہ احساس"غزلوں کے مجموعے چھپ چکے ہیں۔ منقبت میں"تفہیم الحسین"اور نعتوں کا مجموعہ "ارمغانِ حرم"شائع ہوچکے ہیں۔ ہائیکو کا مجموعہ "زخم اجالوں کے"قارئین سے دادِ تحسین وصول کرچکا ہے۔

شعیب جاذبغزل کے حوالے سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں کلاسیکی رنگ و آہنگ موجود ہے۔ ان کی غزل میں عصری مشاہدے کی تمام تر متعلقات کا عکس ان کی شاعری میں جھلکتا ہے۔ ان کی غزل کے اشعار دیکھئے:

جن کے سلامت پر ہوتے ہیں
خون میں اکثر تر ہوتے ہیں
گو ہم ہیں آوارہ سورج
شام کو پھر بھی گھر ہوتے ہیں[۲۵]

اقبال شاہد:

اصل نام احمد اقبال اور قلمی نام اقبال شاہد ہے۔۱۹۴۳ءمیں چوٹی زیریں ضلع ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ڈیرہ غازی خان سے حاصل کی۔ ایف۔ اے۔ گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان سے کیا۔ وہ زمانہ طالب علمی سے سیاست میں دلچسپی لیتے تھے،۔ جب وہ بی۔ اے کے طالب علم تھے تو ترقی پسند نظریات کی وجہ سے انہیں کالج سے نکال دیا گیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد وہ صحافت کے شعبہ سے منسک ہوگئے۔ہفت روزہ"پاک سر زمین" کے ایڈیٹر رہے۔ ہفت روزہ"انسانیت" وہاری کے ایڈیٹر رہے۔ تمام اصنافِ شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا شعری مجموعہ"شہر شبِ فراق"کے نام سے چھپ چکا ہے۔

اُن کی نظم"غدار"کے اشعار ملاحظہ ہوں:

بے ضمیری کے صلے میں انہیں جاگیر ملی
قوم کو بیچ دیا، قوم کے غداروں نے
ایک خونخوار درندہ ہے نظامِ جاگیر
خونِ انساں پہ ہر اک دور میں جو پلتا ہے
توڑنا ہوگا روایات کی زنجیروں کو
اپنے بچوں کو غلامی سے بچانا ہوگا[۲۶]

سید محسن نقوی:

محسن نقوی ۱۹۴۷ءمیں ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان سے بی۔ اے۔ گورنمنٹ کالج ملتان سے ایم ۔اے۔ اُردو کیا۔ انہوں نے شاعری کا آغاز بچپن سے کیا۔

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

زمانہ طالب علمی ہی میں ان کا شعری مجمعہ"بندِ قبائ" چھپا۔ جس کو علمی و ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی ملی۔ محسن نقوی کو زبان و بیان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ وہ فنِ خطابت میں بھی منفرد مقام کے حامل تھے۔ وہ ساری زندگی ذاکرِ اہلِ بیت رہے۔ محسن نقوی کل وقتی شاعر تھے۔انہوں نے اپنی ساری زندگی شعر و شاعری کے لیے وقف کردی۔ وہ کچھ عرصہ وزیرِ اعظم کے مشیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ وہ لاہور میں ۱۹۹۷ءمیں دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ان کے درج ذیل مجموعہ ہائے کلام چھپ چکے ہیں"بندِ قبا،"برگِ صحرا"،"ریزہ حرف"، "عذاب دید"،"طلوعِ اشک"،"رختِ شب"،"خیمہ جاں" اور "ردائے خواب"۔

محسن نقوی نے نظمیں بھی لکھی ہیں لیکن وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ وہ جدت پسند شاعر تھے۔ انہوں نے پرانے اسلوب اور موضوعات کو اپنی شاعری میں استعمال نہیں کیا بلکہ اس نے اظہار کے لیے نئے لفظ اور جدید موضوعات کو وسیلہ اظہار بنایا۔ انہوں نے اچھوتی اور نادر تراکیب تخلیق کیں اور پھر ان کوا چھوتے اور خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ وہ لفظ و معنی کے اظہار اور اس سے پیدا شدہ کیفیات کا مکمل ادراک رکھتے تھے۔ ان کی غزلوں میں جہاں جذبوں کی سچائی اور گہرائی پائی جاتی ہے وہاں انہوں نے عصری شعور وآگہی کو بروئے کار لاکر اپنی غزلوں کو ایک نئی شان اور آن سے ہمکنار کیا ہے۔ ان کی ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اُجڑے ہوئے لوگوں سے گریزاں نہ ہوا کر
حالات کی قبروں کے یہ کتبے بھی پڑھا کر
اس شب کے مقدر میں سحر ہی نہیں محسن
دیکھا ہے کئی بار چراغوں کو بجھا کر[۲۷]

جعفر بلوچ:

پروفیسر جعفر بلوچ ۱۹۴۷ءمیں لیہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لیہ ہی میں حاصل کی۔ گورنمنٹ لیہ سے ایف۔ ایس۔ سی۔ کیا۔ وہ گورنمنٹ کالج لیہ کے مجلہ "تھل"کے پہلے طالب علم ایڈیٹر بھی رہے۔ایف۔ ایس۔ سی۔ کرنے کے بعد کچھ عرصہ مظفر گڑھ میں محکمہ صحت میں ملازمت کی۔ یہاں انہوں نے کشفی ملتانی کے ساتھ مشاعرونمیں شرکت کی اور مظفر گڑھ ہی میں ان کے دوستانہ روابط معروف ادبی شخصیت حکیم عبدالمجید راحی سے استوار ہوئے۔ بی۔ اے۔ کرنے کے بعد سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی۔ ایڈ۔ کیا۔ یہاں وہ معروف اسکالر، محقق، نقاد اور ماہرِ نفسیات علی عباس جلال پوری کے شاگرد بنے۔ بعد ازانمحکمہ تعلیم سے وابستہ ہوگئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ اُردو کے استاد رہے۔ گورنمنٹ سائنس کالج وحدت روڈ لاہور سے ریٹائر ہوئے اور ۲۰۰۸ءمیں لاہور میں وفات پائی۔ان کی غزلوں کا مجموعہ"اقلیم"،نعتیہ مجموعہ"بیعت"اور نظموں کا مجموعہ"برسبیلِ سخن" چھپ چکے ہیں۔

جعفر بلوچ کی شاعری میں کلاسیکی رنگِ سخن موجود ہے۔ شاعری میں ان کا مخصوص میدان غزل اور نعت ہے۔ ان کو زبان و بیان پر عبور حاصل تھا۔ غزل ہو یا نعت،ان کی فنی پختگی کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔

"جعفر بلوچ کی شاعری فنی طور پر بہت پختہ ہے۔ ان کے ہاں مختلف موضوعات، اصطلاحات، تراکیب اور الفاظ اور رواں دواں بھروں کے استعمال نے انہیں اُردو غزل گوئی میں ایک اہم مقام عطا کر دیا ہے اور اس طرح وہ اُردو غزل کی کلاسیکل روایت کے ساتھ منسلک ہوگئے ہیں"۔[۲۸]

ان کی ایک غزل کے اشعار دیکھیے:

کٹھن ہے راہِ وفا تو ابھی پلٹ جاؤ
کئی جواز مہیا ہیں پیش و پس کے لیے
کشادِ لب کے تذبذب میں کھو دیے ہم نے
وہ چند لمحے جو ان سے ترس ترس کے لیے[۲۹]

شہباز نقوی:

سید شہباز حسین نقوی یکم اپریل ۱۹۵۰ءکو گوجرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جنڈاں والہ

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

ضلع بھکر میں حاصل کی۔ میٹرک اور ایف۔ اے۔ لیہ سے کیا۔ایف۔ اے۔ کے بعد فوج میں ملازم ہوگئے۔لیہ شوگر ملز لیہ میں بھی کچھ عرصہ ملازمت کرتے رہے۔ بعد ازاں ایم۔ اے (اردو) کرکے محکمہ تعلیم کالجز میں درس و تدریس سے منسلک ہوگئے۔

شعر و شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ مرثیہ ، نعت اور نظم میں طبع آزمائی کی ہے لیکن اُ ن کی اصل پہچان غزل ہے۔ ان کا شعری مجموعہ ”جیون ندیا“کے نام سےشائع ہو چکا ہے۔ وہ روایت پسند شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کو پڑھتے ہوئے دلی اور لکھنو کے دبستانِ شاعری کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ان کا کلام ملک کے معروف ادبی جرائد میں چھپتا رہاہے۔اُن کی غزلوں میں جذبے کی سچائی، فکر کی بلندی اور زبان و بیان کا مخصوص معیار موجود ہے۔ اُن کے ہاں حیات و کائنات کے تمام تر موجوات موجود ہیں۔ اُنہوں نے اساتذہ کی روایت کی پاسداری کے ساتھ ساتھ اپنا ایک منفرد لہجہ بھی برقرار رکھا ہے۔ اُن کی غزلوں میں بلند آہنگی موجود نہیں ہے بلکہ اُن میں دھیما پن اور لطافت کا عصر غالب ہے۔

کبھی بخیہ گر کی تلاش تھی کبھی تار تار گنوا دیا
کہ جنوں و عقل کی کشمکش نے مرا وقار گنوا دیا
نہ جنوں کی حوصلہ پروری، نہ مقامِ سنگ زنی کوئی
وہ جو درد حاصلِ عشق تھا سر کوئے یار گنوا دیا
[۳۰]

ظہور احمد فاتح

ظہور احمد نام اورفاتح تخلص ہے۔۱۹۵۳ءمیں تونسہ شریف میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم تونسہ شریف میں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان سے ایف۔ اے۔ کیا۔ پیدائشی طور پر نابینا تھے لیکن حصول علم کا شوق تھا۔ ایف ۔ اے کے بعد تعلیمی سلسلہ کچھ عرصہ کے لیے معطل کر دیا۔ ۱۹۸۴ءمیں مکتب سکول میں ٹیچر بھرتی ہو گئے۔ بی۔ اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کیا۔ کچھ عرصہ بے روزگار رہے۔ اس کے بعد ایم۔ اے (اسلامیات) کیا اور کمرشل کالج میں انسٹرکٹر بھرتی ہو گئے۔ بینائی سے محروم ہو کر بھی انہوں نے تعلیمی و تدریسی سلسلہ جاری رکھا۔شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی لیکن اصل میدان غزل ہے۔ اُن کی شاعری میں روایت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ جدید رنگ بھی نمایاں ہیں۔ ظہور احمد فاتح کی شاعری میں عصرِ حاضر کے تمام موضوعت موجود ہیں۔ اُن کے ہاں جذبے اور اسلوب بیان کی سادگی موجود ہے۔ وہ اپنے خیالات کو خوبصورت پیرائے میں بیان کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔

رنگِ الفت اتر نہ جائے کہیں
حسرتِ ہمسفر نہ جائے کہیں
جس کی مدت سے راہ تکتے ہیں
غیر بن کر گزر نہ جائے کہیں [۳۱]

ڈیرہ غازی خان اُردو شاعری کی روایت بہت مضبوط ہے۔ سید سرمد ترمذی، آغا شیر احمد خاموش، نواب جلال میرزا خانی، ندیم جعفری، شارق انبالوی، فرمان پٹیالوی، نواب زادہ نصر اللہ خان ناصر، استاد فیض تونسوی، پروانہ بجنوری، ارمان عثمانی، نسیم لیہ اور دامن اباسینی نے کلاسیکی غزل میں عمدہ تخلیقات پیش کی ہیں۔ کیف انصاری، رشید قیصرانی، محسن نقوی، نواز صدیقی اور شہباز نقوی نے جدید اُردو غزل گوئی کے حوالے سے نمایاں ہوئے۔ ترقی پسند تحریک کے زیر اثر آغا اعجاز اکرم، ریاض انور، ڈاکٹر خیال امروہوی، فرخ درانی شاہد نے نظم و غزل میں اپنی شناخت قائم کی۔ جدید اُردو نظم کے حوالے سے ریاض انور، رفیق خاور جسکانی، رشید قیصرانی، محسن حیات اثر اور فرخ درانی نے اس خطے میں عمدہ تخلیقات پیش کی ہیں۔ حمد و نعت گو شعرا میں غافل کرنالی اور جعفر بلوچ اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ دور افتادہ علاقہ پاکستان کے علمی و ادبی مراکز میں نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے۔عہد حاضر میں اس روایت کو آگے بڑھانے میں درج ذیل شعر اپنی مشق سخن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں عامل متھراوی،

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

منظر کلیمی، فدا جعفری، مجید تمنا، پروفیسر رشید ملغانی، عزیز جاوید، پروفیسر عبداللہ خان، وحید تابش، سعد اللہ سعد درانی، آرزدہ درانی، امان اللہ کاظم، رضا ٹوانہ، گفتار خیالی، راغب شکیب، ندیم ایزد، قاسم عدیل، رمضان زاہد، نذیر قیصرانی، ذکاءاللہ انجم ملغانی، شکیل پتافی، افتخار بیگ، ریاض راہی، کاشف مجید، افضل صفی، قاضی راشد، جسارت خیالی اور تنویر شاہد محمد زئی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

حوالہ جات

جعفر بلوچ، آیاتِ ادب،(لاہو:مکتبہ عالیہ ۱۹۸۸)،ص۷۱
ایضاً، ص ۸۲
جلال مرزا خانی، سمیرا انجم، تدوین کلیات غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم فل، (ملتان:بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ،۲۰۰۷)،ص۶۹
ندیم جعفری، خانہ زنجیر،(لاہور:مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۵)،ص۵۱
شارق انبانوی، ڈیرہ غازی خان میں اُردو شاعری،مشمولہ، زوار حسین بھٹہ، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم اے۔اردو،(ملتان: بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی،۱۹۸۸)،ص۸۴
ایضاً، ص ۱۰۴
محمد اشفاق عباسی، نواب زادہ نصراللہ خان، شخصیت اور فن، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم۔فل، (بہاولپور: دی اسلامیہ یونیورسٹی،شعبہ اردو، اقبالیات،۲۰۰۴،۲۰۰۶)،ص۹۱
ایضاً، ص ۱۰۸
فیض تونسوی، مشمولہ ، ملتان میں اُردو شاعری،از داکٹر طاہر تونسوی،(لاہو:سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۸۴)،ص ۹۱
ایضاً، ص ۱۱۲
کیف انصاری، اشعار، مطبوعہ، ادبی ایڈیشن،(ملتان:روزنامہ جنگ،مورخہ۷۱ مارچ،۲۰۰۶)
ارمان عثمانی،جہان غزل، ارباب فکرو شعور، (ملتان:جلال پورہ،۱۹۸۵)،ص۲۶
ایضاً، ص ۴۲
رفیق خاور جسکانی، شاخ، زیتون،(لاہور:مکتبہ عالیہ،۱۹۸۴)،ص۷۸
جعفر بلوچ، آیاتِ ادب،(لاہو:مکتبہ عالیہ ۱۹۸۸)،ص۱۲۷
نسیم لیہ، برگِ لرزاں،(مظفرگڑھ: بزمِ اقبال،۱۹۸۲)،ص۱۱۵
دامن اباسینی، اشعار، مطبوعہ(ملتان: روزنامہ، نوائے وقت،ادبی ایڈیشن،یکم جولائی،۲۰۰۸)
خیال امروہوی،ڈاکٹر،نئے افق نئی کرنیں،(لاہور:مکتبہ میری لائبریری،۱۹۸۵)،ص۶۷
غافل کرنالی،قندیلِ حرم،(مظفر گڑھ: علمی کتب خانہ،۱۹۷۲)،ص۱۸
طاہر تونسوی، ملتان میں اُردو شاعری،(لاہو:سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۸۴)،ص ۱۴۳
اختر جعفری،طاہر تونسوی، ملتان میں اُردو شاعری،ص۲۰۳
فرخ درانی، میں سمجھتا ہوں(مضمون)مشمولہ، نیلے پانیوں کی نیند، (ملتان:کاروانِ ادب،۱۹۷۹) ، ص۱۴
ایضاً، ص ۴۳
نوازصدیقی،سادگی ہائے تمنا،(لاہور:مثال پبلی کیشنز،۲۰۰۶)،ص۶۰۔ ۶۱
شعیب جاذب، زخم اجالوں کے،(لاہور:اظہار سنز،۲۰۰۷)،ص۶۳
اقبال شاہد،شہرِ شبِ فراق،(کراچی:قرطاس و قلم،۱۹۹۸)،ص۸۹۔۹۰
محسن نقوی، کلیاتِ محسن نقوی،(لاہور:ماورا پبلشرز،۲۰۰۵)،ص۲۱۳تا ۲۱۵
طاہر تونسوی، ملتان میں اُردو شاعری،(لاہو:سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۸۴)،ص ۱۸۵
جعفر بلوچ ،اقلیم،(لاہور:مکتبہ عالیہ،۱۹۸۶)،ص۷۴
شہباز نقوی،جیون ندیا، (ملتان:کتاب نگر،۲۰۰۷)،ص۳۴
فاتح، ظہور احمد، تحدیثِ نعمت،(مضمون)،مشمولہ، سنہرے خواب مت دیکھو،(لاہور:ممتاز پبلشنگ ، ۲۰۰۴)،ص۹